حال یوں دست ظلم سے ہمارا پہونچا
دیکھ جنگل کے ہیں جانوران روتے ہیں

نہ رہی باقی ہے اصغر ہیں نہ اکبر ہیں دم
رن میں یہان پڑے انکے تن نازک درہم
اور قاسم کی کہیں گیا جو ہوا اسپ سے گر
دیکھکر زخمی شمشیر و سنان روتے ہیں

اقربا تجھے کٹے تھے بزیر شمشیر
دیکھ دیکھ انکی پڑی خاک میں ہوئیں ہم اسیر
نہ رہا ایک کبیر انمیں سے نے ایک صغیر
ابر کی طرح بطرز یاد و فغان روتے ہیں

بسکہ اس دشت میں اگر وہ حق اپنے پہ لڑے
ہم مصیبت زدگان تنگ ان کی میں کھڑے
جو زخمی ہو بدن خاک میں بے سر ہیں پڑے
تن پہ ہر ایک کے جوں نوحہ گران روتے ہیں

چرخ کی اسکے عداوت کی تئیں کیجے سیر
اور فرزند تمہارے جو ہیں سو آب بغیر
زخمی سیراب ہیں جنگل میں ہوا ہیں ان طیر
لب دریا وہ کھڑے تشنہ لبان روتے ہیں

دین کا جسکے خلائق کے تئیں دعوا ہے
پوچھتا ہو جو کوئی تمپہ مصیبت کیا ہے
اسکی اولاد کے سر پر یہ ستم برپا ہے
دشت غربت میں پڑے بے وطنان روتے ہیں

کربلا سے ہمیں جاتے ہیں لیے شام لعین
کہتے ہیں خاک کے سر پہ اڑتی گہ بزمین
ہاتھ سے ہمکو ستم کیشوں کے آرام نہیں
گاہ ہم چڑھکے بہ پشت شتران روتے ہیں

غرض اب کہتے ہیں اسطرح کی دکھ اہل حرم
دیدہ جن و ملک خون کی دل کے ہیں نم
ٹھوکر کھاتے ہیں پڑے تن کے جسے لوح و قلم
روز و شب لخت جگر آدمیان روتے ہیں

اس ارادے پہ تو کر ختم اے سودا یہ کلام
شام کو صبح تلک صبح سے لیکر تا شام
کہ تجھے حشر میں بخشائے وہ مظلوم امام
اسکے عالم میں اسے عالمیان روتے ہیں

مرثیہ بجناب حضرت امام حسینؑ

بدن پہ زخم ستم رن میں جب اٹھائے حسین
اٹھاکے سر کہا تب کہ اے خدائے حسین
گرے بروئے زمیں پشت زین کو ہی حسین
جو کچھ کہ تیری رضا ہو سو ہی رضائے حسین

چنانچہ یوں ہے روایت کہ بعد قتل امام
کہا ہے حق نے بہ سوگند تجکو بعد سلام
دیا یہ نعش کو روح الامین نے آکے پیام
جو کچھ حسین کے دوں میں خوں بہائے حسین

دیا جواب یہ اس نعش نے معاذ اللہ
آگئے اور انکے تئیں کاٹن پھرکے یہ گمراہ
وہ میں ہوں خاک سے جسکے جو سر جدا کیا
تو کبریائی سے اسکے نہ منہ پھرائے حسین

بنائے حج بھی پر نہیں ہے تنہا کچھ
عوض میں اسکے کسی نے کبھو نہ مانگا کچھ
پیمبران سلف پر ہوا ہے کیا کیا کچھ
اس امر میں نہیں طاقت زبان ہلاے حسین

ہوے آرہ سے دو ٹکڑے زکریا کا تن تو
یحیی پہ کٹتے کٹاتا اگر نہ میں گردن تو
دیا ہے سب نے کچھ ایسی کو دار رنج و محن
کہ سب ہیں تابع مرضی حق وراے حسین

دیا میں اس لیے سر زیر خنجر بران
تو ہیں رضاے خدا جہان میں وہان
کہ روز حشر کہیں مجکو یون نہ محشریان
کھڑا ہے آج سوے جیب سر نواے حسین

مجھے ہے یاد کہ اک روز میں اور ابراہیم
تو دیکھ دونوں کو کہنے لگے رسول کریم
نبی کی گود میں بیٹھے تھے کرکے جا تقسیم
یہ دونوں آنکھیں ہیں میری یہ ہیں فداے حسین

کہ امین تم سے لے آئے پیام کرکے نزول
تو ہیں سوچ کے اس دم خدا کا وہ مقبول
خدا کہے ہے کہ مرگ انہیں سے ہے کسکو قبول
کہا کہ لے جسے چاہے تو ماوراے حسین

تجھے مرا ہی جلاویگا داغ ابراہیم تو
بنے کی چھاتی حسن کی یہ سنکے رب کریم
کرے گا دل کو علی کے غم حسین دو نیم
کہے گی فاطمہ یون جھگڑ کے واے حسین

ہوے مرتبہ بس مجھپہ ہو گئے ہیں تمام
دیے ہیں میرے تئیں اپنی بندگی سے کام
کہ میں ہون سرو علن میں امام ابن امام
بجھ اس تعب سے یہ کیا معنی دین لاے حسین

جو مجھسے پوچھو ہو روح الامین دیت سے سخن
کہ خلق گر کرے مجھ پر دم بدم یہ گردن
ہر ایک کعبہ کے جانگا یہی میں سخن
یہی ہے امر اسیطرح سے کٹاے حسین

یہ جو کہ راہ خدا میں ہوا جدا تو ہوا
لب فرات پہ عباس جا موا تو موا
گلوے تشنہ سے میرے لہو چوا تو چوا
کہا کیا کہ دم آب از براے حسین

کبھی نہ پانی سے تر کرکے لب کیا نہ کیا
کبھی پیاس سے شکوہ کوئی پیا نہ پیا
کہو تو پانی بھی کچھ جنبش ہے دیا نہ دیا
سب ہی رہے کوئی دن تشنہ اقرباے حسین

غریب بس ہے وطن کی حرم چھٹا تو چھٹا
قضا کی تیغ سے میں بھی جو اب کٹا تو کٹا
رہینگے دھوپ ہی میں خیمہ گو لٹا تو لٹا
اگر کٹے تو کٹے رن میں دست و پاے حسین

بجانگ معرکہ گر یہ بدن رلا تو رلا
مرے لہو سے جو زینب نے منہ ملا تو ملا
سنان نیزہ پہ سر بھی اگر چلا تو چلا
اگر رونی تو رونی کرکے اے ہاے حسین

زمین کی بس ہے کچھ نہ دار رہی نہ رہی
برہنگی تو بدن پر قبا رہی نہ رہی

جو چیز کام سے ہو یا سواری نہ رہی
یہ خاک و خون بھی فرش ہے کربلائے حسین

اگر مرا ہے محاسن سبھی لہو سے لال
جلال ہے کہ سمجھتا ہوں اوسکا میں جمال
تو یہ دعا ہے کہ تو سرخ رو ہے روز قتال
کسیطرح نہ نکلی اس سخن سے لب حسین

مرے ہر ایک سوالی کی آج صورت دسر
یہ وہ ہے کہ جو انصاف پر رکھے ہے نظر
دھرے ہیں ظالموں نے کاٹ کے یہ نیزے پر
ہے سر بلند وہ عالم میں آشنائے حسین

ہوئی جو شادی قاسم تو کچھ خیال نہیں
بجز سکوت پر اس امر میں مجال نہیں
دلھن جو ہو گئی بیوہ تو کچھ ملال نہیں
کہ حرف شکوہ شکایت زبانپہ لائے حسین

نیام تیغ ہو گر عضو عضو اکبر کا
گلے میں طوق پڑے عابدین کی من بھر کا
ہر استخوان ہو قندیل تیر اصغر کا
حقوق حق نہ کبھو دل سیتی بھلائے حسین

جو چھوٹ گئی مرے تن سے ایک تیر کی چال
کرونگا اس ہی پہ میں شکر قادر متعال
تو خوش ہوا ہے یوں دلمیں اپنے کرے خیال
زبان تازہ ہوئی خلق از برائے حسین

جو زخم تیغ کا اس آن بیچ مجھ پہ لگا ہو
تو میں بھی کی بجناب خدا یہ استدعا
کھلا وہ زخم بدن پر بشکل دست قضا
حلاوت اس کی نمک ہو اگر تو پائے حسین

غرض ایسی ہی لذت اٹھائی ہو کے شہید
نے جو داس اگر لوٹ کر کے تیغ یزید
یقین ہے جانو روح الامین نہیں یہ بعید
بجائے سبزہ اُگے خاک سے قضائے حسین

مری طرف سے گر وجا کے جبرئیل یہ عرض
ادائے دین پدر ہے پسر پہ کرنا فرض ہو
فرج تیرے گا میں نے ادا کیا ہے قرض
دیت لی تب کی سر اپنے کو جب کٹائے حسین

کہا امام سے روح الامین نے اے سرور
دیت لیکے تئیں دیوے خالق اکبر
جو عرض میں کروں ارشاد ہوے بار دگر
شہید تیغ ستم وہ جو ہے سوائے حسین

کہا امام سے روح الامین نے پھر اسدم
خدا کی راہ میں اگر قتیل تیغ ستم
دیت سے گے دینے میں انکے تجھے نہ شادی و غم
اگر موئے تو موئے خویش و اقربائے حسین

نہ قدر بیٹے کا مجکو نہ دکھ ہے بھائی کا
یہ دم بدم تصدق ہے کبریائی کا
نہ فکر بیٹی کا دل میں نہ غم جدائی کا ہو
حسین اٹھ پہ فدا ہے یہ سب فدائے حسین

سنے تو عین ہی راحت ہوا یہ رنج و تعب
پر اس خطا سے بھی منہ پھیرنا ہے سوئے ادب
دیت ہی دینے میں حق سے اگر خوشی ہے اب
تو ہو یہ امر کہ امت کو بخشوائے حسین

پس امام سے روح الامین نے بھر دم سرد
چلا یہ عرش کو کہتا ہوا بہ روز نبرد

حسین جان گرامی فداے امت کرد
رد است امت اگر جان کند فداے حسین

مجھی شاہ شہیدان ذبیح تیغ ستم
الٰہی غم نہ ہو سودا کو جیتے جی حسین کے غم

نہ ہووے چشم بھی اس کی بجز محرم نم
جو بعد مرگ ہو مدفن تو کربلاے حسین

مرثیہ حضرت امام حسینؑ

جسکو دیکھا زیر فلک سو غم سے آج بگڑ رہے
اب جو صورت نظر پڑی ہے خاک کی ڈھیری سر پہ بکھر ہے

رنگ یہاں خوں نابۂ دل سے جسکا دامن کیا لگا دا
جسکی اشک آنکھوں سے ٹپکے ہے لخت جگر کا ہر ہر ہے

غبار گرد و دیوار سے در تک جس گھر کو جا کے بیچ
بھرا ہوا لوہو سے سر کے اسکا ہر اک تھر ہے

آہ و فغاں سے بھری ہوئی ہے نگر نگر کی گلی گلی
جوں کوچہ زنجیر کا ہووے یوں تیوں ابھی گھر گھر ہے

غم کا کس کا جی میں برابر سر ننگا ہر شاہ و گدا
بھرے ہوئے آتی ہیں گیاں شکل کلاہ و معجر ہے

اور رکھے ہے داغ جگر پر مہر کے دلکو ہے تب و تاب
جتنے ثوابت ہیں سو حیراں جو سیارہ سو مضطر ہے

آمد و شد شادی و الم کی رائج تھی ہر سینے میں
خوشی کے آنکھوں اب دیں یہ غم سد سکندر ہے

سوچوں ہوں یہ دل میں اپنے غزا ہے کسکی یہ حسرت سے
چھوٹے سے لے بڑے تک احوال سبھوں کا ابتر ہے

ایسا کوئی اور نہیں ہے جسکی مصیبت سے یوں ہو
گر وہ جس کا باپ علی ہے فاطمہ جسکی مادر ہے

سو یہ مصیبت جان پہ اسکی ہے نہیں رے اعدا سینتی
پیاسا وہ پانی پیاسا اسکے خون کا سارا لشکر ہے

ظلم کے دریا میں کیوں یارو ڈوب گیا ایسا انصاف
حال یہ جسکا سنو ہو تم سو ابن ساقی کوثر ہے

پانی اجس جا گرا ہووے مور و ملخ سبحان اللہ
پیاس کے مارے واں جیبا اسکی حلق و دہن کے باہر ہے

قطع ہوا ہے تن پر اسکے مظلومیت کا جامہ
واسطے اسکے تیر سے لیکر تیغ و تبر تا خنجر ہے

ایک تن تنہا کی خاطر اتنے حربی ہوئی جمع
مہر تلے کیا آج قضا کے قتل کا اسکے محضر ہے

تیر جو بیٹھا سینے پہ اسکے جور و جفا کی چڑھ کے کمان
ادھر تو سو فار ہے سنکا بھال سرے سب ادھر ہے

تیغ و تبر کے زخموں کا میں حال کہوں کیا ہاے ستم
سر سے لیکر تا بقدم سب ٹکڑے ٹکڑے پیکر ہے

خنجر کا کیا زخم بتاؤں ہاے مصیبت وا ویلا
قہر کیا ایسا کچھ ان نے جسکے سبب وہ بے سر ہے

فاطمہ لیکر جسکو سوتیں کہیے کیا قسمت کی بات
سو وہ خاک کے اوپر یوں اب لے بالش بے بستر ہے

وو بدنے دھو دھو پالا جسکو ظلم نے تا سال لیا
سو یہ رحم اب نیزے کا وہ ہر گیسوئے معنبر ہے